مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ؎

جناب حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے اور جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب روزانہ ایک پارہ کا درس بعد از نماز ظہر مسجد اقصےٰ میں دیتے ہیں۔ جہاں مردوں کے علاوہ خواتین کی ایک بڑی تعداد بھی پردہ میں موجود ہوتی ہے ؎

بوجہ رمضان شریف۔ دفاتر اور سکولوں کے اوقات کم کر دئے گئے ہیں۔ تاکہ کارکن اور طلباء بھی درس میں شامل ہو سکیں ؎

سٹیشن کے قریب منڈی کی تعمیر کے لئے نقشہ تیار ہو رہا ہے قادیان سے آگے ریلوے لائن کی تیاری کا کام شروع ہے۔ ضروری سامان فراہم ہو رہا ہے ؎

۲؍ جون سنہ ۱۹۲۹ء کے جلسے

سکرٹری صاحب ترقی اسلام قادیان نے ہندوستان کے طول و عرض میں ۲؍ جون سنہ ۱۹۲۹ء کو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے جلسے منعقد کرانے کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جو دوسری جگہ درج ہے اس میں صوبہ وار اور ضلع وار جلسوں کی تعداد معین کر کے احباب سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ کم از کم اس تعداد کو پورا کرنے کی ابھی سے کوشش شروع کر دیں ؎

اس وقت جس بات کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جلسوں کے مقامات کی تعیین کر کے۔ اور وہاں جو اصحاب لیکچر کے لئے آمادہ ہوں۔ ان کے اسماء اور پتوں سے دفتر ترقی اسلام کو اطلاع دی جائے۔ تاکہ لیکچرار اصحاب کو تیاری کے لئے نوٹ بھیجے جائیں۔ اس دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے لیکچر تجویز ہوئے ہیں۔ ان کے لئے زیادہ گہرے مطالعہ۔ بہت زیادہ تیاری اور خاص کوشش کی ضرورت ہے۔ اور جب تک اس کام کو ابھی سے شروع نہ کر دیا جائیگا۔ اس کا عمدگی سے سرانجام پانا بہت مشکل ہے ہر جگہ کے احمدی احباب کو چاہیئے۔ نہ صرف خود ۲؍ جون کے لیکچروں کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ بلکہ دوسرے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو بھی تیار کریں۔ اور ان کے نام بھجوائیں۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کوئی مسلمان جسے خدا تعالیٰ نے علم و عقل عطا کی ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر مبارک کرنے کا موقعہ ملنے کو اپنے لئے بہت بڑی سعادت نہ سمجھے ہر مسلمان کے دل میں ضرور یہ خواہش پائی جاتی ہے کہ اسے یہ سعادت حاصل ہو۔ لیکن وہ اس خیال سے ہچکچاتا ہے کہ شاید قوت گویائی اس کا ساتھ نہ دے اور وہ مجمع میں کامیابی کے ساتھ تقریر نہ کر سکے ہر ایسے شخص کو اطمینان دلایا جائے۔ کہ پوری طرح تیاری کرانے اور ضروری معلومات بہم پہنچانے کا کام صیغہ ترقی اسلام خود انجام دیگا۔ فی الحال ہر جگہ اور ہر مقام میں ایسے اصحاب کی ضرورت ہے۔ جو لیکچر دینے کا ارادہ رکھتے ہوں ؎ اسی طرح غیر مسلم اصحاب کو خواہ وہ ہندو ہوں

۲ جون کے جلسوں کے متعلق نہایت ضروری اعلان

چونکہ حسب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز امسال ۲ جون ۱۹۲۹ء کے جلسوں کے لئے جن میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر مذاہب سے معاملہ بلحاظ تعلیم اور تعامل اور توحید باری تعالےٰ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور زور کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس لئے مختلف اضلاع کی مرکزی انجمنوں کے سپرد ایک مقررہ تعداد میں جلسے کرانا کیا گیا ہے۔ تمام دوست اپنی اپنی مرکزی انجمنوں کے ساتھ مل کر باقاعدہ کام کریں۔ اور بہت جلدی مقررین منتخب کر کے دفتر ترقی اسلام قادیان میں مفصل اطلاع بھیجدیں۔ تاکہ تمام لیکچراروں کو فروری کے آخیر اور مارچ کے شروع میں مطبوعہ نوٹ بھیجے جائیں۔

نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد جلسہ	نمبر شمار	نام علاقہ	تعداد جلسہ
۱	شمال مغربی سرحدی صوبہ	۴۰۰	۱۱	سرگودھا	۴۰
۲	یو۔پی	۵۰۰	۱۲	سیالکوٹ	۶۰
۳	بہار اڑیسہ	۲۰۰	۱۳	شیخوپورہ	۳۰
۴	بنگال	۵۰۰	۱۴	شملہ	۵
۵	مدراس	۳۰۰	۱۵	فیروزپور	۴۰
۶	مالابار	۱۰۰	۱۶	کیمل پور	۲۰
۷	حیدرآباد و بمبئی	۵۰۰	۱۷	کانگڑہ	۱۰
۸	میسور	۱۰۰	۱۸	کرنال	۱۰
۹	سندھ	۲۰۰	۱۹	گوجرانوالہ	۳۰
۱۰	آسام	۱۰۰	۲۰	گجرات	۴۰
۱۱	برہما	۵۰	۲۱	گورداسپور	۶۰
۱۲	بلوچستان	۵۰	۲۲	گوڑگانواں	۵
۱۳	سی۔پی	۲۰۰	۲۳	لاہور	۲۰
۱۴	راجپوتانہ	۱۰۰	۲۴	لائل پور	۴۰
	اضلاع پنجاب		۲۵	لدھیانہ	۲۰
۱	امرتسر	۳۰	۲۶	مظفرگڑھ	۲۰
۲	انبالہ	۲۰	۲۷	ملتان	۴۰
۳	جھنگ	۳۰	۲۸	منٹگمری	۳۰
۴	جہلم	۳۰	۲۹	میانوالی ۱۵ ہوشیارپور	۳۰
۵	جالندھر	۴۰	۳۰	ریاستہائے	
۶	حصار	۲۰	۳۱	بہاولپور	۱۰
۷	دہلی	۱۰	۳۲	پٹیالہ	۲۰
۸	ڈیرہ غازی خان	۲۰	۳۳	چمبہ	۱۰
۹	راولپنڈی	۳۰	۳۴	جموں	۱۰
۱۰	رہتک	۲۰	۳۵	کشمیر	۱۳

میزان علاقہ بیرون پنجاب ۳۱۰۰ - میزان علاقہ صوبہ پنجاب ۸۶۰

میزان کل ۳۹۶۰

خاکسار

قاضی محمد عبداللہ بھٹی سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان پنجاب

اخبار احمدیہ

حج کے لئے جانے والے

میرا ارادہ اس سال حج کے لئے جانے کا ہے۔ اگر کوئی احمدی بھائی ... بال بچے حج پر جائیں۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ میں ان کے ساتھ جا سکوں۔ والدہ میرزا برکت علی ...

گم شدہ اشیار کی دستیابی

۱۔ جلسہ کے بعد ایک کمبل جو لاہور اسٹیشن پر کسی مہمان کا رہ گیا تھا اور ایک جوڑا جوتا گجرات کی جماعت میں سے کسی مہمان کے وصول ہوئے ہیں۔ جن جن احباب کے ہوں، نشان بتا کر منگالیں۔ خاکسار عبدالرحمٰن مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

۲۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۸ء کی شام کو رات کے ۱۰ بجے کی سپیشل گاڑی سے خاکسار کو ایک ٹین امرتسر کے سٹیشن پر ملا جس بھائی کا ہو۔ وہ خط و کتابت کر کے منگوالے۔ ٹین میں کچھ قیمتی اشیاء بھی ہیں۔ خاکسار محمد امین احمدی از لاہور میکلوڈ روڈ کپور بلڈنگس۔ ۳۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء علی الصباح جو ٹرین قادیان سے چلی تھی اس میں سے امرتسر کے اسٹیشن پر ایک کھیس ایک احمدی دوست کو ملا تھا۔ اگر کسی احمدی دوست کا ہو۔ تو نشان بتا کر ذیل کے پتہ سے منگوالے خان یعقوب خان احمدی گھنوکے ججہ ڈاکخانہ قلعہ صوبہ سنگھ براستہ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ۔

ضرورت کتاب

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کتاب "نجات" کا ایک نسخہ ایک خاص ضرورت کے واسطے مطلوب ہے۔ اگر کوئی صاحب ارسال فرما سکیں تو قیمت ادا کر دی جائے گی۔ والسلام۔ خادم مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ایڈیٹر۔

ضرورت راہ نمائی

میاں ثناء اللہ صاحب ساکن کالا خطائی براستہ ... نارووال ریلوے نیلی بار کے کسی ایسے علاقہ میں دوکان کرنا چاہتے ہیں۔ جو ریل کے قریب ہو۔ وہ حکیم بھی ہیں۔ کوئی احمدی بھائی ان کو دوکان کے واسطے راہنمائی فرمائیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

درخواست ہائے دعا

۱۔ احباب کی دعاؤں سے میرے عہدہ میں ترقی ہو چکی ہے۔ اب میری درخواست برائے ازدیاد تنخواہ ایجنٹ صاحب بہادر ریلوے کے پاس گئی ہے۔ احباب کامیابی کے لئے دعا کریں۔ غلام محمد اختر۔ پشاور۔ ۲۔ مولوی نور محمد صاحب انسپکٹر پولیس جو پہلے پٹنہ (بہار) میں تھے چندماہ سے ان کا تبادلہ ایک ایسے جنگلی مقام میں ہو گیا ہے۔ جہاں ایک وحشی قوم رہتی ہے۔ اور آب و ہوا از حد خراب ہے۔ وہاں جا کر آپ سخت بخار میں مبتلا ہو گئے۔ احباب ان کی صحت کلی اور اس مقام سے تبادلہ کے واسطے دعا فرمائیں۔ محمد عبدالستار۔

اعلان نکاح

۱۔ میاں عبداللطیف صاحب ولد میاں محمد احسن صاحب مردان کا نکاح مسمات حمیدہ بیگم بنت مولوی عبدالغنی صاحب جہلم سے بعوض مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ مولوی سرور شاہ صاحب نے ۱۲/۲۸-۲۹ کو مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔ عبداللطیف احمدی بٹالوی۔ قادیان۔

۲۔ مسٹر ظفرالحق خان صاحب ای۔ اے۔ سی ولد نور احمد خاں صاحب مرحوم ساکن بٹالہ کا نکاح مسمات افتخار اختر صاحبہ بنت خان محمد حسین صاحب بی۔ اے پوسٹ ماسٹر ڈیرہ اسمٰعیل خان سے مبلغ سات ہزار روپیہ مہر پر ۲۹۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے پڑھا۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔ خاکسار منظور احمد از ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔ ۳۔ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے ۲۷۔ دسمبر ۱۹۲۸ء مسماۃ لالابی بی دختر مولوی محبوب عالم صاحب ہیڈ ماسٹر ڈومیل کا نکاح بعوض مبلغ تین صد روپیہ مہر نواب خاں ولد فضل خاں متوطن ضلع اٹک طالب علم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے پڑھا۔ نواب خاں۔ ۴۔ ۴ جنوری سید امتیاز حسن جھنجھانوی کا نکاح اقبال بیگم بنت شیخ رحیم بخش صاحب تاجر کتب امرتسر سے مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ محمد بدر الحسن سلیم۔ ۵۔ میرا نکاح ... دسمبر حکیم محمد قاسم احمدی سکنہ لالہ موسےٰ کی لڑکی مسماۃ انور جان سے بعوض ایک ہزار حق مہر پر مولوی سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ خاکسار محمد فاضل احمدی سکنہ راد ... ۶۔ ۱۱۔ فروری ۱۹۲۹ء کو محمد رفیع ولد محمد شفیع کا نکاح سلطان النساء ولد حاجی عبدالواحد و محمد سمیع ولد محمد شفیع کا نکاح فخر النساء ولد حاجی عبدالواحد و محمد تقی ولد محمد شفیع کا نکاح احمدی خاتون ولد حاجی عبدالواحد سے مبلغ پانچ پانچ سو روپیہ مہر پر پڑھا گیا۔ حاجی عبدالواحد و محمد شفیع احمدی مسکرا ضلع ہمیرپور۔

ولادت

۱۔ میرے ہاں اللہ کے فضل سے دوسرا لڑکا پیدا ہوا ہے۔ حضرت نے محمد رشید نام رکھا۔ احباب ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

بمبئی میں مسلمانوں پر ہندوؤں کے تازہ مظالم

بمبئی میں ہندو مسلمانوں کا جو تازہ فساد ہوا ہے۔ اس کے متعلق جتنی خبریں پہونچی ہیں۔ باوجود اس کے کہ خبررساں ایجنسیاں یا تو کلیتہً ہندوؤں کے انتظام میں ہیں۔ یا ان پر ان کا کافی سے زیادہ قبضہ ہے۔ ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ بیچارے غریب الوطن اور قلیل التعداد پٹھانوں کو ہندوؤں کے کثیر التعداد گروہوں نے بلا وجہ اور بغیر کسی قصور کے نہایت بےدردی اور بےرحمی کے ساتھ نشانہ ظلم و ستم بنایا۔ بےشک بعض مواقعہ پر پٹھانوں نے بھی حملے کئے۔ مگر اس وقت جبکہ ہندوؤں نے پورے انتظام کے ماتحت فساد برپا کر کے پٹھانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ اور وہ اپنی حفاظت کے لئے مجبور ہو گئے ؛

پٹھانوں کے خلاف ہزارہا ہندو مزدوروں نے حملہ کرنے کی وجہ یہ قرار دی۔ کہ وہ ہندو بچوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اس کا کوئی بھی ثبوت نہ تھا۔ نہ کسی پٹھان کو کسی نے ہندو بچوں کو اغوا کرتے دیکھا۔ اور نہ کسی کو بیچا۔ خود گورنمنٹ نے اسے بالکل بےبنیاد اور فضول افواہ قرار دیا ہے۔ لیکن ہندوؤں کا جوش غضب۔ سینہ زوری اور ظلم و ستم دیکھئے کہ اس غلط افواہ کی بنا پر بمبئی کے سے وسیع اور طول و طویل شہر کے مختلف مقامات پر پٹھانوں پر یک لخت حملہ بول دیا۔ اور بےدریغ انہیں موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ اگر یہ صحیح بھی ہو۔ کہ پٹھانوں نے ہندو بچوں کا اغوا کیا جس کا اس وقت تک بمبئی کے مفسد اور فتنہ انگیز ہندو کوئی ثبوت نہیں پیش کر سکے۔ تو بھی ملوں کے شریر مزدوروں اور دوسرے ہندوؤں کا کیا حق تھا۔ کہ اس وجہ سے ہر اس پٹھان پر جو انہیں نظر آ گیا۔ حملہ کر کے اسے قتل یا زخمی کر دیتے۔ انہیں چاہئے تھا حکام کی طرف رجوع کرتے۔ اور ان کے ذریعے ایسے واقعات کا فیصلہ کراتے۔ لیکن اس طرح تو وہ جب کرتے۔ جب ان کے پاس پٹھانوں کے خلاف الزام کا کوئی ثبوت ہوتا۔ انہیں تو اپنی طاقت اور قوت کی نمائش کرنا تھی جو انہوں نے کر لی۔ اور قلیل التعداد پٹھانوں کے خلاف اپنے دل کا بخار نکالنا تھا۔ وہ انہوں نے نکال لیا ؛

پٹھانوں کے متعلق ہندو مزدوروں کو غصہ تو اس بات کا تھا۔ کہ وہ ان کے ساتھ سٹرائکوں میں کیوں شریک نہیں ہوتے اور کیوں مالکان کارخانہ جات کا ان کی طرح شوریدہ سری سے مقابلہ نہیں کرتے۔ مگر اس کا بدلہ انہوں نے بچوں کے اغوا کا جھوٹا الزام لگا کر ایسے سفاکانہ اور بہیمانہ طریق سے لیا۔ کہ شرافت اور انسانیت ان کے ظالمانہ افعال پر سر پیٹ رہی ہے ؛

ایسے صریح اور واضح ظلم و ستم کو دیکھتے ہوئے ہر مقام کے ہندوؤں اور تمام ہندو اخبارات کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ بمبئی کے ظالم اور سفاک ہندوؤں کے خلاف نفرت و حقارت کا اظہار کرتے۔ اور ان کے افعال کو انسانیت سے گرے ہوئے قرار دیتے۔ مگر افسوس کہ اس موقعہ پر بھی انہوں نے اسی قساوت قلبی کا ثبوت دیا۔ جس کا اس سے قبل اور کئی مواقع پر دے چکے ہیں۔ چنانچہ وہ ہندوؤں کے مظالم پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ اس فساد میں دراصل کوئی اور ہاتھ ہے۔ چنانچہ آریہ اخبار "تیج" (۱۱ - فروری) لکھتا ہے:۔

"بمبئی جیسے مقام پر اچانک جوالا مکھی کی طرح ایک ایسے افسوسناک ہندو مسلم فساد کا شروع ہو جانا جس میں ۶۰، ۸۰ قیمتی جانیں ضائع اور پانسو کے قریب آدمی زخمی ہو جائیں۔ جس قدر باعث افسوس ہے۔ اسی قدر معنی خیز بھی ہے۔ ہمیں اس کی تہ میں ضرور کوئی نہ کوئی چھپا ہوا ہاتھ کام کرتا دکھائی دیتا ہے"

اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ اس فساد کی تہ میں کوئی چھپا ہوا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ تو بھی ظالموں اور سفاکوں کی پیشانیوں سے بیگناہوں کے خون کے داغ نہیں چھٹ سکتے۔ بلکہ ان کا جرم اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔ یہ تو صاف بات ہے۔ کہ چھپا ہوا ہاتھ اسی فریق کی پشت پر ہو سکتا ہے۔ جس نے حملہ کرنے کے لئے بچوں کے اغوا کی بالکل بےسر و پا افواہ گھڑی۔ اور پھر آناً فاناً بمبئی کے سے شہر میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پھیلا دی۔ تاکہ سارے شہر کو پٹھانوں کے خلاف مشتعل کر کے کسی ہندو کے دل میں ان کے متعلق جذبات رحم اور ہمدردی نہ رہنے دیں۔ پھر چھپا ہوا ہاتھ اسی فریق کی حمایت میں ہو سکتا ہے۔ جسے اپنی تعداد اور قوت پر اتنا گھمنڈ ہو۔ کہ وہ آناً فاناً حالات کو اس قدر قابو سے باہر کر دے۔ کہ متعدد مقامات سے ملٹری طاقت طلب کرنی پڑے۔ پھر چھپے ہوئے ہاتھ کا سہارا اسی کو ہو سکتا ہے۔ جس کے افراد باوجود بڑی کثرت کے ساتھ فسادات میں شریک ہونے کے کم تعداد میں زخمی اور ہلاک ہوں ؛

یہ سب باتیں ہندوؤں میں پائی جاتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ پٹھانوں کے خلاف غلط افواہیں پھیلا کر ان پر دھاوا کرنے کا انتظام ہندوؤں نے کیا۔ سارے شہر میں آناً فاناً فسادات انہوں نے کھڑے کئے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ان کے کم آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ حالانکہ تمام فسادات میں وہ نہایت کثیر تعداد میں شامل ہوتے رہے۔ پس اگر کوئی چھپا ہوا ہاتھ ہے۔ جو دراصل اس فساد کا موجب ہے۔ تو ہندوؤں کے ہی ساتھ ہے۔ بےچارے قتل اور زخمی ہونے والے پٹھانوں کے ساتھ نہیں ؛

اب سوال یہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں ہر طرح طاقت ور اور مضبوط ہونے کے باوجود جب چھپے ہوئے ہاتھوں کی امداد سے مشق ستم کرنے پر اتر سکتے ہیں۔ اور ایسے سفاکوں کے خلاف آواز اٹھانے والے ہندوؤں کا سارے ہندوستان میں کہیں پتہ و نشان نہیں ملتا۔ تو کیا مسلمان اپنی قسمت کی باگ ہندوؤں کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ اگر ہندو ایک غیر ملکی حکومت کی موجودگی میں محض جھوٹی افواہیں گھڑ کر مسلمانوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ تو خود اپنی حکومت میں جو کچھ کر سکتے ہیں۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ؛

کاش ہندو اسی وقت جبکہ سوراجیہ کے حصول کے لئے مسلمانوں کو کئی طرح سے سبز باغ دکھا رہے۔ اور اپنی ہمدردی اور خیر خواہی کا اظہار کر رہے تھے۔ کوئی اچھا نمونہ پیش کرتے۔ اور اگر بمبئی کے شوریدہ سر ہندو چھپے ہوئے ہاتھ کے سہارے خلاف انسانیت افعال کے مرتکب ہوئے تھے۔ تو انہیں سرزنش کرتے ؛

ہمیں خطرہ ہے۔ کہ فسادات میں زیادہ قتل اور زخمی ہونے والے اور ہر طرح زیادہ نقصان اٹھانے والے مسلمان اپنی غربت اور فلاکت کی وجہ سے عدالتی کارروائی کے وقت بھی سخت نقصان میں رہیں گے۔ جیسا کہ فسادات لاہور کے وقت ہوا۔ مسلمان لیڈروں کو چاہئے۔ کہ وہ ایسی مصیبت کی حالت میں ہر طرح مسلمانوں کی مدد کریں۔ اور حکام کے سامنے صحیح صورت حالات پیش کریں۔ اس میں قطعاً سستی نہیں ہونی چاہئے ؛

افغانستان کی ہمدردی کے پردہ میں اسلام سے دشمنی

اس وقت جبکہ ہندو۔ امان اللہ خاں کے حق میں الٹے سیدھے تعریفی الفاظ لکھکر دراصل اسلام سے تمسخر کر رہے تھے۔ اور مسلمان اس پر پھولے نہ سماتے تھے۔ ہم نے لکھا تھا۔

"ہندوؤں کی ہمدردی محض اس لئے ہے۔ کہ ان کے خیال میں سابق شاہ کابل نے کچھ ایسی باتوں کو کابل میں رائج کرنا چاہا تھا۔ جن کی وجہ سے اسلام کی تعلیم کے مٹنے اور اسلام کو نقصان پہونچنے کا خطرہ تھا۔ چونکہ ہندوؤں کی دلی خواہش یہ ہے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ اسلام کو نقصان پہونچے۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو سابق شاہ کابل کے بڑے ہمدرد بتا رہے ہیں۔ پس جو زبانیں اور قلمیں سید ولد آدم رحمۃ للعالمین صلعم کی شان میں بیہودہ سرائی سے باز نہ آئیں یا بیہودہ سرائی کرنے والوں کی تائید میں چلیں۔ ان کا آپ صلعم کے ایک غلام کی شان میں قصیدہ خوانی کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا"

("الفضل" ۵ - فروری ۲۹ء)

خوشی کی بات ہے۔ یہ امر مسلمانوں پر بہت جلد واضح ہو گیا ہے

چنانچہ معاصر "انقلاب" (۱۴ فروری) پرتاپ کا ایک حوالہ نقل کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"پرتاپ کی اس تحریر سے غیر مشتبہ طور پر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ اگر ہندو افغانستان کے ساتھ یا غازی امان اللہ خاں کے ساتھ ہمدردی کر رہے ہیں۔ تو محض اس لئے کہ ان کے خیال کے مطابق غازی موصوف کی ذات بابرکات سے اسلام کو نقصان پہونچنے کی قوی امید کی جا سکتی ہے۔ گویا یہ ہمدردی نہ امان اللہ خان کے لئے ہے۔ نہ افغانستان کے لئے بلکہ اسلام کی مخالفت۔ اسلام کی دشمنی اور اسلام کی عداوت کے لئے ہے۔ شاید پرتاپ کے اس انکشاف کے بعد ان مسلمانوں کو اپنی روش پر دوبارہ غور کرنا پڑے گا۔ جو اب تک ہندوؤں کی ہمدردیٔ کابل کے شکریہ میں اپنی زبانیں خشک کرتے رہے ہیں"

اسی امر کی وضاحت معاصر "الامان" نے بھی کی ہے۔ امید ہے مسلمانوں کو ہندوؤں کی امان اللہ خاں سے ہمدردی کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو جائے گی۔

مسلم خبر رسان ایجنسی کی ضرورت

اس زمانہ میں اخبارات قوموں کے بقاء اور استحکام کے ساتھ جس قدر گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن اخبارات کے لئے قوموں میں زندگی کی روح پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ اہم خبریں اور ضروری معاملات ہوتے ہیں۔ یہ خبریں صحیح اور اصلی شکل میں جلد سے جلد پہونچ کر جس قدر مفید اور فائدہ رساں ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح غلط اور بگڑی ہوئی حالت میں ہونے کی وجہ سے اور بعد از وقت پہونچنے پر نقصان رساں بھی ہوتی ہیں۔ لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ کوئی بھی ایسی خبر رساں ایجنسی نہیں۔ جو مسلمانوں کے انتظام میں ہو۔ اور جسے مسلمانوں کے مفاد سے پوری ہمدردی ہو۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی خبریں بڑی کثرت کے ساتھ سارے ہندوستان میں پھیل جاتی ہیں۔ اور ان کی اچھی سے اچھی باتوں کو برے سے برے پیرایہ میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے۔ کہ مسلمان اخبارات مسلمانوں کو کس قدر فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں جن کی خبر رسان ایجنسیاں موجود ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق کی کہاں تک نگہداشت کر سکتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ جلد سے جلد کوئی مسلم خبر رساں ایجنسی قائم ہو۔ اور مسلمان ہر طرح اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ کہ قوموں کی زندگی کے لئے یہ نہایت ضروری چیز ہے۔

ہندو یونیورسٹی کو سرکاری امداد

مسلمان یہ سنکر حیران ہو گئے۔ کہ ہندوؤں کی سی مالدار قوم کی یونیورسٹی بنارس کو علاوہ سالانہ امداد کے تین لاکھ روپے کی رقم گورنمنٹ نے دینے کیلئے منظوری کی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ہندو یونیورسٹی مقروض ہے۔ اس لئے امداد کی مستحق ہے۔ ہندو یونیورسٹی کے مقروض ہونے کی وجہ سوائے اس کے کوئی نہیں ہو سکتی۔ کہ اس نے تعلیم پر جس قدر زیادہ روپیہ صرف کر دیا۔ اگر یہ مقروض بن کر وہ گورنمنٹ کی امداد کی مستحق ہو سکتی ہے۔ تو مسلمانوں کے تعلیمی ادارے جو روپیہ کی کمی کی وجہ سے جاں بلب ہیں۔ یا نہایت مختصر پیمانہ پر تعلیم کا انتظام رکھتے ہیں۔ وہ کیوں امداد کے مستحق نہیں سمجھے جا سکتے۔ بحالیکہ مسلمان تعلیم میں بہت پس افتادہ ہیں۔

نیوگ کی تعلیم اگرچہ خود بانیٔ آریہ سماج سوامی دیانند جی نے اپنے پیروؤں کو دی ہے۔ اور خوب مزے مزے لے لے کر اس کی تشریح اور تفصیل کی ہے۔ لیکن بیچارے آریوں کی عجیب حالت ہے۔ جب کبھی کسی رنگ میں اس کا ذکر آ جاتا ہے۔ ان کا خون خشک ہو جاتا ہے وجہ یہ کہ نہ تو اس پر عمل پیرا ہونے کی جرأت رکھتے ہیں۔ اور نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔

چند دن ہوئے۔ ہم نے گاندھی جی کے اس "اپدیش" کا تذکرہ کرتے ہوئے جو انہوں نے ایک باغیرت "پتی" کو اس حالت میں دیا تھا۔ جبکہ اس کے غیر ملک میں ہونے کی وجہ سے اس کی "پتنی" حاملہ ہو گئی تھی۔ لکھا تھا۔ "غریب" خواہ مخواہ بقول اپنے "پتی" کے "شرم و ندامت میں مری جا رہی ہے" جبکہ ایسی حالت میں "رشی دیانند" "حکم دے چکے ہیں" "اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو۔ تو بیاہی عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم و نیک نامی کے لئے گیا ہو۔ تو چھ برس اور دولت وغیرہ مقصد کے لئے گیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے" ستیارتھ پرکاش اردو ایڈیشن چہارم ۱۳۵

ہم نے چونکہ پوری دیانتداری کے ساتھ "رشی دیانند جی" کا مندرجہ بالا ارشاد حرف بحرف پیش کر دیا تھا۔ اور اس سے جو نتیجہ اخذ کیا تھا۔ کہ اگر کوئی "دیوی" "رشی" کے اس حکم کی تعمیل میں اپنے خاوند کے غیر ملک میں ہونے کی حالت میں حاملہ ہو جائے۔ تو اس کے لئے یہ کوئی شرم کی بات نہیں۔ بالکل درست تھا۔ اس لئے باوجود اس کے کہ درجنوں آریہ اخبار نکلتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے منہ آتے رہتے ہیں۔ کسی نے ہماری تردید میں ایک لفظ بھی نہ لکھا۔

اس پر خیال ہو سکتا تھا۔ کہ شاید آریہ نیوگ کی خوبیوں کے دل سے بھی قائل ہو گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس مضمون کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ یا کسی آریہ کی نظر سے یہ مضمون ہی نہیں گذرا۔ مگر اس قسم کے قیاسات کو ایک طویل مکتوب نے باطل کر دیا ہے۔ جو کئی آریوں کے صلاح و مشورہ سے لکھا ہوا ہمارے پاس پہنچا ہے۔ اس سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوتی ہے۔ کہ آریہ نیوگ کے بارے میں جس وجہ پر پہلے تھے۔ ابھی تک اسی پر ہیں۔ کہ نہ تو اس کا انکار کرتے ہیں۔ اور نہ اسے قابل عمل سمجھتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا۔ اس کا سوائے گالیوں اور بدزبانیوں کے آریوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

چنانچہ اس چار صفحہ کے طول و طویل خط میں ہمارے مضمون کے متعلق صرف یہ الفاظ لکھکر کہ۔

"مہربان آپ کا اخبار الفضل $\frac{1}{29}$ ۱۵ والا دیکھا۔ صفحہ ۸ پر آپ نے جو نیوگ پر قہقہہ اڑایا ہے" گالیوں کا وہ سلسلہ شروع کیا ہے۔ جو اخیر تک چلا گیا ہے۔ اگر بانیٔ آریہ سماج کی دیگر مذاہب کے متعلق روش کا خیال کیا جائے۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ خط لکھنے والوں نے اپنے "سوامی" کے نقش قدم پر چلنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کیا اس طرح نیوگ کی تعلیم سے آریوں کی گلو خلاصی ہو سکتی ہے

کوئی صحیح الدماغ انسان یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ دیگر مذاہب کے بزرگوں کی شان میں بیہودہ سرائی اور بدگوئی سے آریوں کی پیشانیوں سے نیوگ کا نشان مٹ سکتا ہے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ "ستیارتھ پرکاش" سے اس تعلیم کو خارج کر دیں۔ لیکن اتنا ہی کافی نہ ہو گا۔ ویدوں پر بھی ہاتھ صاف کرنے کی ضرورت ہو گی۔ کیونکہ رشی دیانند نے نیوگ کی تعلیم اپنے پاس سے نہیں دی۔ بلکہ ویدوں سے اخذ کر کے پیش کی ہے۔ چنانچہ آپ نے "ستیارتھ پرکاش" میں یہ خود ساختہ سوال لکھکر کہ:۔

"جیسے بیاہ کے لئے وید آدی شاستروں کی سند ہے۔ ویسے نیوگ میں سند ہے یا نہیں؟"

یہ جواب ارشاد فرمایا ہے:۔

"اس بارہ میں بہت سی سند ہیں۔ دیکھو اور سنو"۔

اس کے بعد وید مقدس کے کئی ایک شلوک پیش فرمائے ہیں۔

کیا آریوں میں اتنی جرأت ہے۔ کہ رگ وید کے ایک نہ دو بلکہ متعدد شلوک جن سے رشی دیانند نے نیوگ کی تعلیم بڑی کوشش اور سعی سے ثابت کی ہے۔ ویدوں سے نکال دیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر ویدوں کی اس مقدس تعلیم پر کھلم کھلا عمل کریں۔ اور اس کی خوبیوں سے دنیا کو آگاہ کریں۔ یہ کیا بیہودگی ہے۔ کہ جو تعلیم ویدوں میں موجود ہو۔ اور جس کا کھوج ہزارہا سال کے بعد انیسویں صدی کا رشی دیانند ہی نکال سکا ہو اس کا جب کسی موقعہ پر ضمناً ذکر آ جائے۔ تو آریہ بدزبانی اور دشنام دہی پر اتر آئیں۔

ویدوں کی تعلیم کو ساری دنیا کے لئے قابل عمل بتانے والوں کو خود کم از کم نیوگ پر ہی عمل کر کے دکھانا چاہیئے۔

صداقت قرآن کریم کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کا مکتوب

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک شخص نے حسب ذیل سوال لکھا:۔

قرآن کریم میں جو گذشتہ واقعات انبیاء علیہم السلام اور قوموں کے درج ہیں۔ وہ تمام کے تمام عرب کے علاقہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں گذرے ہیں۔ اور اکثر واقعات کا بائبل میں بھی ذکر ہے۔ اس لئے یہ ممکن ہے۔ کہ ان واقعات سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گذشتہ کتابوں سے یا روایات سے علم حاصل کیا ہو۔ اور آپ نے وہی واقعات قرآن کریم میں درج کر دیئے ہوں

اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر حضور نے جو ارشاد فرمایا۔ وہ درج ذیل ہے:۔

قرآن کریم کے واقعات

اس سوال کے حصہ اول کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں جو واقعات درج ہیں۔ وہ بعض جگہ بائبل سے مختلف ہیں۔ اور بعض جگہ روایات سے اور بعض جگہ دونوں سے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتب گذشتہ سے یا روایات سے علم حاصل کر کے ان واقعات کو درج کر دیا ہو گا۔ درست نہیں۔ اگر وہ واقعات جو قرآن کریم میں درج ہیں۔ اپنے اندر کوئی ایسی کمزوری رکھتے۔ کہ تاریخ یا علم التفیات کو مدنظر رکھتے ہوئے قابل قبول نہ ہوتے تب تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ شاید یہ واقعات بعض ایسی روایات سے لئے گئے ہوں۔ جو نہایت کمزور ہوں۔ اور اس وقت تک محفوظ نہ رہ سکی ہوں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نئی تحقیقات سے بائبل اور دوسری روایات جہاں بھی پرانی روایات سے مختلف ہیں۔ وہاں وہ مجروح اور غیر معتبر قرار دی جا رہی ہیں۔ مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق جو واقعات بائبل میں یہودی روایات سے درج ہیں۔ ان کے بالکل خلاف واقعات قرآن کریم میں درج ہیں۔ اور Higher Criticism (نئی علمی تحقیق) کے ماتحت جو جرح بائبل اور روایات یہود کے بتائے ہوئے قصہ پر کی گئی ہے۔ اس کو جدید محققین غلط قرار دینے پر مجبور ہوئے ہیں اور ایک انسائیکلو پیڈیا میں ایک عیسائی محقق یہ بات لکھنے پر مجبور ہوا ہے۔ کہ قرآن کریم کا بتایا ہوا واقعہ زیادہ صحیح اور مطابق عقل ہے ؛

اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں۔ جن کا ثبوت بائبل سے نہیں ملتا۔ لیکن قرآن کریم میں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں فرعون موسےٰ کے متعلق بتلایا گیا تھا کہ اس کی لاش ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھی جائے گی۔ بائبل اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔ آج علم الآثار کی ترقی کی وجہ سے فرعون موسیٰ کی لاش دریافت ہو کر قاہرہ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔ اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جن میں قرآن کریم بائبل اور عام روایات کے مخالف ہے یا ان سے کوئی زائد بات بتلاتا ہے۔ اور نئی تحقیق قرآن کریم کی تصدیق اور پہلی روایات کی تردید کرتی ہے۔ باوجود اس کے یہ کہنا کہ قرآن کریم نے بائبل سے یا روایات قدیمہ سے یہ واقعات نقل کر دیئے ہوں گے۔ درست نہیں ؛

قرآن کریم میں دیگر مذاہب کی تعلیمیں

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے۔ جب کہ قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے کوئی قوم ایسی نہیں چھوڑی جس میں نبی نہ بھیجا ہو۔ تو کیا وجہ ہے۔ قرآن کریم میں صرف وہی واقعات درج ہیں۔ جن کا عرب کا باشندہ آسانی سے علم حاصل کر سکتا تھا۔ اگر قرآن کریم خدا تعالیٰ کی کتاب ہوتی۔ تو چونکہ خدا تعالےٰ کو تمام دنیا کے حالات معلوم ہیں۔ اس میں ضرور دوسرے نبیوں اور قوموں کا بھی ذکر ہوتا۔ اور جب ان واقعات کو وہ قومیں قرآن کریم کے اندر پڑھتیں۔ تو انہیں یقین ہو جاتا۔ کہ یہ واقعی خدا کی کتاب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم نہ تو تاریخ بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور نہ تاریخ بیان کرنے سے کسی کتاب کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ ایک ظاہر بات ہے کہ مختلف انبیاء کے ناموں کی نسبت ان مذاہب کی تفصیلی تعلیم کا علم حاصل کرنا زیادہ مشکل ہے۔ مگر قرآن کریم نے مختلف مذاہب کی تعلیموں کو لیا ہے۔ جو ان میں سے سچی باتیں تھیں۔ ان کو سلسلہ وار جو بری باتیں تھیں۔ ان کا رد کیا ہے۔ بعض عیسائی مصنفین نے دنیا جہان کی کتابیں چھان کر اور آثار قدیمہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ قرآن کریم میں پچھلے انبیاء کی تعلیموں کو نقل کر دیا گیا ہے۔ اب اگر ان تعلیموں کے ذکر کی وجہ سے جو آج صرف آثار قدیمہ کے دریافت ہونے کی وجہ سے معلوم ہوئی ہیں۔ قرآن کریم کو دوسری کتب کا چور قرار دیا گیا ہے۔ تو اگر دیگر ممالک کے انبیاء کا نام اس میں درج ہوتا۔ تو اس سے ایسے لوگوں نے کیا فائدہ اٹھانا تھا۔ اگر فضیلت تعلیم کی موجودگی کی وجہ سے جو نہایت ہی مخفی شے ہے۔ ایسے لوگوں نے خدائی صفت کے خلاف سمجھا۔ تو بعض شخصوں کے نام لکھنے کی وجہ سے اسے خدائی کتاب کیوں کر قرار دیا جا سکتا تھا۔ حقیقتاً کسی کتاب میں خواہ وہ دنیا کے تاریک ترین گوشہ میں بیٹھ کر کیوں نہ لکھی جائے۔ دنیا کے مشہور آدمیوں کے نام موجود ہونے کی وجہ سے اس کو خدا کی کتاب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ مشہور آدمیوں کے نام مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پس دنیا کے تمام انبیاء کے نام بھی اگر قرآن کریم میں موجود ہوتے۔ تو اس کے خدائی کتاب ہونے کا ثبوت نہ تھا۔ خدائی کتاب کے ہونے کا ثبوت اس کی زندہ تعلیم۔ فطرت انسانی کی باریک جلوہ نمائیوں کا اظہار۔ قانون قدرت کا صحیح نقشہ۔ معجزانہ طاقتیں۔ انباء الغیب۔ اخلاقی اور روحانی ترقی کے سہل ترین اور غیر متبدل قوانین کا پایا جانا اس کی سچائی کا ثبوت ہیں۔ یہ چیزیں ایسے کامل طور پر قرآن کریم میں موجود ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ قرآن کریم اب بھی دنیا کے سامنے موجود ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم کو سامنے رکھ کر اور باقی تمام کتب کو بھی مدنظر رکھ کر ان مضامین پر روشنی ڈالنا چاہے تو وہ کبھی قرآن کریم جیسی کامل اور جامع تعلیم بیان نہیں کر سکتا۔ پادریوں کی طرف سے ہمیشہ یہ اعتراض ہوتا رہا ہے۔ کہ قرآن کریم دوسری کتابوں کا نچوڑ ہے۔ اور میری طرف سے ہمیشہ یہ جواب دیا جاتا ہے۔ کہ جن کتابوں سے قرآن کریم نے تعلیم چرائی ہے۔ وہ بھی دنیا میں موجود ہیں ان کے علاوہ اب آثار قدیمہ ایسے دریافت ہوئے ہیں۔ جو قرآن شریف کے زمانے میں دریافت نہیں ہوئے تھے۔ پھر ان سب کتابوں کا نچوڑ خود قرآن کریم بھی موجود ہے۔ کوئی پادری یا پادریوں کی جماعت تیار ہو جائے۔ اور ان کتابوں کو جمع کرے۔ جن کتابوں سے قرآن کریم نے تعلیم چرائی ہے۔ اور آثار قدیمہ کی نئی تحقیق کو بھی اپنے سامنے رکھ لے۔ اور قرآن شریف کو بھی استعمال کرے۔ پھر ایسی مکمل کتاب بنا کر دکھائے جیسی کہ قرآن شریف ہے۔ اگر باوجود علم و فضل کی ترقی کے اور باوجود زمین کے خزانوں کے باہر آ جانے کے اور باوجود پرانی تعلیموں کو اپنے اندر جمع کر لینے والی کتاب سے فائدہ اٹھانے کے دنیا کی کوئی جماعت قرآن کریم جیسی کتاب ہمارے سامنے پیش نہیں کر سکتی۔ تو اس بات کے ماننے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم کو نازل کرنے والا خدا تعالےٰ ہے۔ اور انسانی ہاتھ کا اس میں کوئی دخل نہیں ؛

قرآن کریم میں دوسری اقوام کے انبیاء کا ذکر

سوال کا تیسرا حصہ یہ ہے۔ کہ دوسری قوموں کے نبیوں کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلے مخاطب قرآن کریم کے عربی زبان کے جاننے والے تھے۔ ان لوگوں کی روحانیت کی تکمیل پر دوسرے لوگوں کی روحانیت کی تکمیل کا انحصار تھا۔ اس لئے ایسے ہی لوگوں کے ناموں کا قرآن کریم میں لانا ضروری تھا۔ جن کی تعلیم سے اور جن کے حالات سے قرآن کریم کے پہلے مخاطب فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ اور فائدہ اٹھا کر دوسروں کے لئے معلم بن سکتے تھے۔ اگر قرآن کریم بعض غیر قوموں کے نبیوں کے نام لے بھی دیتا۔ تو پھر بھی یہ اعتراض ہو سکتا تھا۔ کہ ان نبیوں کے نام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو گئے ہوں۔ جیسے بائبل کے بعض نبیوں کے نام قرآن کریم میں درج ہیں۔ تو بھی اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ شاید جن نبیوں کے

نام مندرج ہیں۔ ان کا نام رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوگا۔ اگر بعض نبیوں کے نام درج بھی ہو جاتے۔ تو وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا۔ جو معترض صاحب کے ذہن میں ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے وہ طریق اختیار ہی نہیں کیا۔ جو بالکل بے فائدہ اور لغو تھا۔ صرف ان انبیاء کی زندگیوں کو لے لیا ہے جو مختلف اقسام کے نبیوں کی زندگیوں کا نمونہ تھے۔ اور جن انبیاء کے حالات میں تمام انبیاء گذشتہ کے حالات منعکس تھے۔ ان کے واقعات کو پیش کر کے یہ بتا دیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے مامور خلفاء کی زندگیوں میں یہی حالات ظاہر ہونے والے ہیں۔ اس طرح وہ قوم جو سب سے پہلے مخاطب تھی۔ اس علم غیب کے ذریعہ سے اس کے ایمان کو کامل کر دیا۔ چونکہ اس طریق کے بغیر اور کوئی طریق دنیا کی اصلاح کے لئے مفید نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اس طریق کو قرآن کریم نے اختیار کیا۔

الفضل نہ ملنے کا شکوہ

جو اصحاب الفضل کا باقاعدہ مطالعہ کرتے ہیں۔ انہیں کوئی پرچہ نہ ملنے پر جس قدر تکلیف ہوتی ہے۔ اس کا کسی قدر پتہ ذیل کے خط سے لگ سکتا ہے۔ جو ولایت سے ایک عزیز نے لکھا ہے۔ لکھتے ہیں:-

ہندوستان میں خریدار قادیان خود آ سکتا ہے۔ لیکن مجھے قادیان بلکہ تمام احمدی دنیا کی خبریں صرف الفضل سے مل سکتی ہیں۔ اور نہ صرف خبریں بلکہ الفضل مضبوطی ایمان اور تقویٰ کا موجب ہوتا ہے۔ اگر آئندہ الفضل مجھے ہر ہفتہ نہ ملا یا کوئی نمبر کم ملا۔ تو میں حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں شکایت کر دوں گا۔

آپ شاید یہ سمجھتے ہونگے۔ کہ جیلو جی اگر اسے ایک ہفتہ اخبار نہ ملیگا۔ تو اتنے دور سے وہ کیا کریگا۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ مجھے ہندوستانی ڈاک میں سب سے زیادہ انتظار الفضل کا ہوتا ہے۔ اور اگر مجھے الفضل نہ ملے۔ تو جو تکلیف مجھے ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا لیں۔ الفضل میری روحانی غذا ہے۔ اگر مجھے یہ نہ ملے۔ تو میں بھوکا رہتا ہوں۔ براہ نوازش آئندہ خاطر خواہ انتظام فرما دیں۔ والسلام (اسداللہ خان۔ از لنڈن)

راجا اور جوگی

اس نام سے ایک کتاب خانصاحب حاجی ڈاکٹر منیرالدین صاحب ایل ایم۔ ایس انبالہ نے تصنیف کی ہے جسمیں راجا اور جوگی کی گفتگو بطریق سوال جواب درج کر کے یہ بتایا گیا ہے۔ کہ با امن زندگی بسر کرنیکے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان اس طریق پر گامزن ہو جو اسلام نے تجویز کیا ہے۔ اور اسلام سے دور اختیار کر کے انسان ہمیشہ تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ کتاب کا مقصد اور مدعا بہت عمدہ ہے۔ کتابت اور طباعت اچھی ہے۔ مگر قیمت ایک روپیہ زیادہ معلوم ہوتی ہے ملنے کا پتہ انچارج سعید احمد صاحب سول ہسپتال۔ انبالہ شہر۔

اسلامی رواداری اور حقوق نسواں کے متعلق آریوں کو چیلنج

اخبار پرکاش ۲۷ جنوری ۱۹۲۹ء میں مہاشہ کرشن صاحب نے ایک مضمون بعنوان "نیا جہاد" شائع کیا ہے۔ مضمون کا روئے سخن تو ان پولیٹیکل لیڈروں کی طرف ہے۔ جو مطلقاً مذہب کی مذمت میں مصروف ہیں۔ مگر آپ نے حسب عادت اسلام کے خلاف بھی بہت زہر افشانی کی ہے۔ مسٹر جے۔ ایم سین گپتا پنڈت موتی لعل نہرو اور ڈاکٹر تیج بہادر سپرو کے اقوال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"انہیں مذہب کے خلاف جذبہ پیدا کرنا مقصود تھا۔ وہ کریں مجھے اس پر اعتراض نہیں۔ لیکن سب مذاہب کو ایک رسے میں نہ باندھیں۔ جو مذاہب تنگدلی۔ جہالت اور تعصب کے پرتی ندھی ہیں۔ ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔ نہ ان کے جو ادارتا کی مورتی ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کہ لیڈر تنگ تو آئیں اسلام سے لیکن مسلمانوں کے ڈر کے مارے اپنے تئیں منصف مزاج ثابت کرنے کے لئے اسلام کے ساتھ دوسرے مذاہب کو بھی رگڑا چڑھا دیں"

مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ ہندو لیڈر کس مذہب سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اسلام سے یا آریہ مت سے؟ اس کے متعلق خود لیڈر بتا سکتے ہیں۔ اور وہ بتاتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ بارہا گاندھی جی نے بھی بتا دیا ہے۔ لاہور کے آریہ اخبار "ملاپ" میں شری آگسیتہ جی کے قلم سے مندرجہ ذیل الفاظ شائع ہو چکے ہیں:-

"مجھے سینکڑوں ہندو کانگریسیوں سے سابقہ پڑا ہے۔ جو قرآن اور انجیل کو تو عزت سے یاد کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی خود بھی ان کو پڑھ لیتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ان کے پڑھنے کی تلقین کر دیتے ہیں۔ جیسے خود مہاتما گاندھی نے کیا تھا۔ مگر ویدوں کو کبھی نہیں پڑھتے۔ بلکہ گڈریئے کے گیت اور فضول کہنے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔ ..... طرفہ یہ کہ ان لوگوں نے ویدوں کی کبھی شکل تک بھی نہیں دیکھی۔ اگر دیکھی ہے۔ تو ویدوں کو اپنا آلہ کار بنانے کیلئے سری نواس آئینگر کی طرح ویدوں سے گئو ہتیا جائز قرار دلانے کا فکر ہے" (۲۰ جون ۱۹۲۸ء صفحہ ۶)

میں مہاشہ صاحب کے اس دعویٰ کی تردید کے لئے کہ آریہ مذہب "ادارتا کی مورتی" ہے۔ اور اسلام (نعوذ باللہ) تنگدلی۔ جہالت اور تعصب کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک نہایت آسان طریق فیصلہ پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ آرین تعلیم کا وہ حصہ شائع کر دیں۔ جس میں بنی نوع انسان سے ہمدردی۔ محبت اور برادرانہ سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ہم اسلام کی تعلیم کا وہ حصہ پیش کر دیں گے۔ جس میں اس نے رواداری، محسنانہ تعلقات اور صلح کلی کی ہدایت فرمائی ہے۔ تا انصاف پسند ناظرین خود بخود کسی صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں۔ ورنہ خالی دعویٰ کی آج صداقت کے بازار میں کوئی قیمت نہیں۔ ہم اس مضمون کی اشاعت سے دو ہفتہ بعد تک آپ کے مضمون کا انتظار کریں گے۔ اگر آپ موازنہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تو اول تو اس پسپائی سے خود ہی حقیقت منکشف ہو جائیگی۔ لیکن پھر بھی ہم دو ہفتہ کے بعد ایک مضمون لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ جس میں ہر دو مذاہب کی تعلیمات کا وہ حصہ پیش کیا جائے گا۔ جس سے بخوبی کھل جائیگا۔ کہ "ادارتا کی مورتی" کون سا مذہب ہے؟ ؎

صاف کھل جائے گا لوگوں پہ کہ دیں کس کا ہے دین
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہردوار

اس مضمون میں آپ نے یہ بھی لکھا ہے:-

"آریہ سماج استریوں کو وہ ادھیکار (حق) دیتا ہے۔ جو اور کوئی مذہبی سوسائٹی نہیں دیتی اور اس کے لئے اس کے پاس شاستروں کے پرمان ہیں"

اس عبارت میں آپ نے "حقوق نسواں" کے بارہ میں آریہ سماج کو تمام مذہبی سوسائٹیوں سے پیش پیش بتلایا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ ان تمام حقوق کے لئے شاستروں کے پرمان (ثبوت) رکھنے کا بھی دعویٰ ہے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ کی مراد ان "ادھیکاروں" سے نیوگ وغیرہ کی تعلیم ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے۔ تو بیشک اسلام عصمت مآب خواتین کو ایسی فحش تعلیم نہیں دیتا۔ لیکن اگر "ادھیکار" سے مراد وہ روحانی، تمدنی اور سیاسی حقوق ہیں۔ جو "استری" کی ترقی، ارتقاء اور انسانی مساوات کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ تو میں آپ کے اس چیلنج کو بخوشی منظور کرتا ہوں۔ آپ شاستروں کے حوالوں سے عورت کے حقوق تحریر کریں۔ ہم اسلامی تعلیم کے رو سے عورتوں کے حقوق لکھیں گے۔ اس مقابلہ سے دنیا پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ کون سا مذہب ہے۔ جو عورت کو اس کے حقیقی مقام تک پہنچنے کے لئے کامل حقوق بخشتا ہے۔ اور کون سا مت ہے۔ جو عورت پر خلاف فطرت اور روحانیت کش بوجھ رکھتا ہے۔ اس موازنہ کے لئے بھی دو ہفتہ انتظار کیا جائے گا۔ کیا کوئی آریہ سماجی ان ہر دو دعووں کو ثابت کرنے کے لئے تیار ہوگا؟ جہاں تک ہمارا خیال ہے۔ آریہ میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہونگے کیونکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ ویدک دھرم میں صداقت اور معقولیت کس حد تک پائی جاتی ہے۔ اور وہ کہاں تک فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ وہ صرف باتیں بنانا جانتے ہیں

اللہ دتا جالندھری از قادیان

مولوی محمد علی صاحب کے تناقض اور موجودہ عقائد

اور

حضرت مسیح موعودؑ سے ان کا اختلاف

مولوی محمد علی صاحب کی قادیان سے علیحدہ ہونے کی ایک وجہ تو یہ تھی۔ کہ انہیں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی طبیعت کی افتاد کی وجہ سے بلاوجہ نقار پیدا ہو گیا تھا۔ اب تو وہ ماشاء اللہ "حضرت امیر ایدہ اللہ" بنے بیٹھے ہیں۔ اس لئے انہیں حق ہے۔ کہ اگر کوئی ان کے در دولت پر حاضر ہو کر ایک لفظ بھی ان کی مرضی اور منشا کے خلاف کہے۔ تو وہ مہمان نوازی کے تمام اسلامی حقوق بالائے طاق رکھ کر اس کے گلے کا ہار ہو جائیں۔ اور جو کچھ ان کے منہ میں آئے۔ کہہ گذریں۔ لیکن جب وہ حضرت مولوی محمد علی تھے۔ اس وقت بھی یہی چاہتے تھے۔ کہ کوئی بات ان کی منشاء کے خلاف نہ ہو۔

جب وہ مہاجر بن کر قادیان میں سکونت پذیر تھے۔ ان دنوں بدقسمتی سے بعض نہایت معمولی واقعات ایسے پیش آ گئے۔ جو انہیں آپے سے باہر کر دینے کا باعث بن گئے۔ اور ان کے دل میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بغض و کینہ پیدا ہو گیا جس کا اظہار موقعہ بے موقعہ وہ کرنے لگے۔ اسی کے نتیجہ میں ان کے عقائد میں فتور شروع ہو گیا۔ لیکن جب خدا تعالےٰ کے زبردست ہاتھ نے ان کے تمام منصوبوں کو ملیامیٹ کر کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو جماعت احمدیہ کی رہنمائی کا فرض سپرد کر دیا۔ تو یہ بات ان کے لئے قطعاً ناقابل برداشت ہو گئی۔ اور انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کو کھلم کھلا ترک کر کے اور نئے عقائد کی آڑ لے کر لاہور میں جا ڈیرا لگایا۔

محض عقیدہ کی تبدیلی کوئی بُری بات نہیں۔ بُری یہ بات ہے کہ عقیدہ میں تبدیلی کرنے کے باوجود کہا جائے۔ اور اصرار کیا جائے کہ تبدیلی نہیں کی گئی۔ مولوی محمد علی صاحب اسی پوزیشن میں ہیں ان کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ جو عقائد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں رکھتے تھے۔ وہی اب تک رکھتے ہیں۔ ان میں انہوں نے سرمُو فرق نہیں کیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اندر ہی اندر اور خلافت ثانیہ کے دور میں علم کھلا انہوں نے اپنے عقائد بدل لئے۔ اور ان میں زمین و آسمان کا فرق آ گیا اس کے ثبوت میں متعدد مثالیں دی جا چکی ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کو چونکہ ہماری بات سے ضد ہے۔ اس لئے ابھی تک اپنی ہی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ اب ہم ان کی خدمت میں اخبار "اہلحدیث" کا ایک مضمون پیش کر کے گذارش کرتے ہیں۔ کہ:۔ ٹھنڈے دل سے اس پر غور فرمائیں۔ اور دیکھیں۔ غیر متعلق لوگ بھی ان کے متعلق وہی خیال رکھتے ہیں۔ جو ہمارا ہے۔ اور اس کے لئے ان کے پاس زبردست ثبوت موجود ہیں۔ "اہلحدیث" کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

"میں ذیل میں ایک نقشہ کے ذریعہ اس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب احمدی امیر جماعت لاہور مارچ ١٩١٤ء سے پیشتر (یعنی میاں محمود احمد صاحب کے خلیفہ ہونے سے پہلے) کچھ اور عقیدہ رکھتے تھے اب دو۔ اول مرزا صاحب کا مذہب ان کی تحریروں سے لکھا ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد علی کا سابقہ مذہب لکھا ہے پھر حال کا مذہب بتایا ہے۔

مرزا صاحب کا مذہب (١) کتاب ازالہ اوہام صفحہ ٣٤٧ و ٦٦٩۔ مواہب الرحمٰن صفحہ ٧٠ و ٧٢ اور ٧٦ وغیرہ پر ہے۔ کہ "حضرت عیسےٰ ابن مریمؑ بن باپ پیدا ہوئے تھے"۔

مولوی محمد علی صاحب کا سابقہ عقیدہ (١) "مسیح کی پیدائش ایک ایسے اعجازی رنگ میں ہوئی تھی۔ جس میں باپ کا دخل نہ ہوا۔ اور اس لئے مسیح کو کلمہ کہا گیا۔ کیونکہ وہ معمولی طریق پر باپ کے نطفہ سے ماں کے شکم میں نہ آیا۔ اور وہ اس معمولی طریق سے حاملہ نہ ہوئی۔ بلکہ خدا کے کلمہ کن سے حاملہ ہوئی۔ اس لئے اسے کلمہ کہا گیا"۔

(ریویو بابت ماہ جنوری ١٩٠٨ء صفحہ ١٤/١٥)

مولوی محمد علی صاحب کا موجودہ عقیدہ (١) "ان ایام میں کریمن بک سٹور لودھیانہ کی طرف سے ایک رسالہ بنام "حقائق قرآن" شائع ہوا ہے۔ جس میں یہ دعوےٰ کیا گیا ہے۔ کہ اگر غیر معتبر روایات و حکایات کو چھوڑ کر فقط قرآنی بیانات کو دیکھیں۔ تو مسیح ابن مریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں۔ اور اس میں امور ذیل کو بیان کیا گیا ہے۔ جن کا جواب اصل الفاظ معترض کو نقل کر کے ساتھ ساتھ دیا گیا ہے:۔

اول:۔ (الف) مسیح کی پیدائش کا معجزانہ ہونا قرآن سے ثابت ہے۔

جواب:۔ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش نہیں کی۔ نہ یہ بتلایا۔ کہ معجزانہ سے کیا مراد ہے۔ اس کے برخلاف حضرت مسیح کا معمولی انسانوں کی طرح پیدا ہونا قرآن کریم میں صاف مذکور ہے"۔ (از رسالہ حقیقۃ المسیح از روئے قرآن و بائیبل صفحہ ٨) (مرزا صاحب اور خود اپنے خلاف)

مرزا صاحب کا مذہب (٢) کتاب ازالہ اوہام صفحہ ٢٩٣۔ اور ایام الصلح صفحہ ١٣٤ کا خلاصہ یہ ہے:۔

"خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں۔ کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔ اور زندہ نکلا"۔

مولوی محمد علی صاحب کا سابقہ عقیدہ (٢) (ترجمہ قرآن) "اور ہم نے ذوالنون کو بھی رشد عطا فرمایا۔ جب کہ وہ غضب کی حالت میں چلا گیا۔ اور اس نے خیال کیا۔ کہ ہم اس پر تنگی نہیں کریں گے۔ یا اس پر مصیبت نہیں ڈالیں گے۔ (لیکن وہ مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔) تو پھر اس نے اس تاریکی میں (جس کے اندر وہ مچھلی کے پیٹ کے اندر پڑا ہوا تھا) ہمیں پکارا۔ اور دعا کی۔ کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تیری ذات ہر ایک عیب اور نقص سے پاک ہے۔ اور میں کمزور اور مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہوں"۔ (کتاب عصمت انبیاء صفحہ ١٠٠)

(مرزا صاحب کے مطابق ہے)

مولوی محمد علی صاحب کا موجودہ عقیدہ (٢) "قرآن میں کسی جگہ بھی مذکور نہیں۔ کہ یونس کو مچھلی نے نگل لیا تھا۔ کیونکہ لفظ التقم جو یہاں مذکور ہے۔ بالضرور لقمہ کے نگل جانے کا مفہوم نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف منہ میں اخذ کرنے کا۔ لین صاحب اپنی لغات میں التقم فاھانی اقبل کی نظیر لکھ کر اس کے معنے کرتا ہے۔ "اس کا بوسہ لینے کے وقت اس نے اس کا منہ اپنے ہونٹوں میں لے لیا"۔ اس بارے میں ایک حدیث نبوی بھی موجود ہے۔ کہ مچھلی نے حضرت (یونسؑ) کی صرف ایڑی کو منہ میں لیا تھا۔ اس میں بھی قرآن بائیبل کی تردید کرتا ہے۔ یعنی بائیبل یونسؑ کا مچھلی سے نگلا جانا۔ اور اس کے پیٹ میں داخل ہونا بیان کرتی ہے۔ جو قرآن کے برخلاف ہے"۔ (ترجمہ قرآن بزبان انگریزی نوٹ نمبر ٢٣ ـ ٢١ از مولوی محمد علی لاہوری) (مرزا صاحب بلکہ خود اپنے بھی خلاف)

مرزا صاحب کا مذہب (٣) "علماء کو ختم نبوت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں خاتم النبیین جو آیا ہے۔ اور جس پر الف لام بھی پڑے ہیں۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ شریعت لانے والی نبوت سب ختم ہو چکی ہے۔ پس اب اگر نبی شریعت کا مدعی ہو۔ وہ کافر ہے"۔ (اخبار الحکم ١٠۔ فروری ١٩٠٣ء صفحہ ١٤)

مولوی محمد علی صاحب کا سابقہ عقیدہ (٣) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین یعنی انبیاء کے لئے مُہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ ..... اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا کیونکہ شریعت قرآن مجید کے ذریعہ کامل ہو چکی ہے۔ اور نہ اب کوئی ایسا نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ جو خاتم النبیین کی اتباع کا سرٹیفکیٹ اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو"۔ (ریویو بابت ماہ مئی ١٩٠٦ء صفحہ ١٨٦ اور بابت ماہ جولائی ١٩١٠ء صفحہ ٢٧١) (مرزا صاحب کے موافق)

مولوی محمد علی صاحب کا موجودہ عقیدہ (٣) "میرے نزدیک خاتم النبیین کے معنے ہیں "آخری نبی"۔ اگر رسول اللہ صلعم نے ان الفاظ کے معنے بتائے ہوں۔ تو ہر ایک مسلمان کی گردن ان کے سامنے جھک جانی چاہئے"۔ (رسالہ آخری نبی صفحہ ٣)

"ان نو حدیثوں میں جو اعلےٰ پایہ کی کتابوں سے ہیں۔ مختلف پہلوؤں

سے آنحضرت صلعم کا آخری نبی ہونا بیان کیا گیا ہے"۔ (" صہ ۱۲)

"نبوت تشریعی اور غیر تشریعی یکساں بند ہیں"۔ (النبوۃ فی الاسلام صہ ۱۱۵ مصنفہ مولوی محمد علی لاہوری)

مرزا صاحب کا مذہب (۴) "ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور نبی ہیں"۔ (بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء)

"نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱)

مولوی محمد علی صاحب کا سابقہ عقیدہ (۴) "آپ (خواجہ غلام الثقلین صاحب) ایک مدعی نبوت (مرزا صاحب) کے خلاف میدان میں نکلے تھے"۔ ریویو بابت ماہ نومبر ۱۹۰۶ء۔ صہ ۴۳۱)

(یعنی مرزا صاحب کو مولوی محمد علی نے مدعی نبوت مانا ہے)

مولوی محمد علی صاحب کا موجودہ عقیدہ (۴) "جو شخص اس امت میں سے دعوے نبوت کرے وہ کذاب ہے"۔ (النبوت فی الاسلام صہ ۱۱۵)

"دوسری حدیث میں اپنے بعد دعوے نبوت کرنے والے کو کذاب و دجال قرار دیا ہے"۔ (آخری نبی صہ ۱۲)

(اہلحدیث ۱۱ جنوری)

اپنے بچوں کے نام "الفضل" جاری کراؤ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ وینصرانہ ویمجسانہ۔ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بنا لیتے ہیں۔

اس قول سے ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے۔ کہ والدین کی تربیت کا بچوں کی آئندہ زندگی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے وُہ اپنی اولاد کی ایسے طور پر تربیت کریں۔ کہ جب وہ بڑے ہوں تو حقیقی مسلمان ہوں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماؤں کے متعلق فرمایا ہے۔ الجنۃ تحت اقدام الامہات کہ جیسے ماں بچہ کی تربیت کرے گی۔ ویسا ہی بچہ بڑا ہو کر کام کریگا پس اگر وُہ چاہتی ہیں۔ کہ ان کے بچے جنت کے وارث ہوں۔ تو جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔ انہیں چاہیئے۔ وُہ اپنے بچوں کی ویسے طور پر تربیت کریں۔ کہ وُہ بڑے ہو کر جنتیوں والے اعمال بجا لائیں۔ تا جنت کے وارث ہوں۔

بنا بریں افراد جماعت احمدیہ پر واجب ہے۔ کہ وُہ اپنی اولاد کی احمدیت کے طریقہ پر تربیت کریں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ جب ان کے بچے سن رشد کو پہونچیں۔ تو وہ بھی دیگر مسلمانوں کیطرح سوائے احمدیت کے نام کے اور کچھ نہ جانتے ہوں۔ پس بچپن سے ہی انہیں احمدیت کے عقائد و اعمال سے واقف کرنا چاہیئے۔

اس کے لئے میں ایک تجربہ شدہ طریق پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جس قدر سلسلہ کے اخبارات و رسائل قادیان سے شائع ہوتے ہیں۔ والدین کو اپنی اولاد سے پڑھوا کر سننے چاہئیں میرے والد صاحب کا یہی طریق تھا۔ کہ جب میں ابتدائی مدرسہ کی تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس وقت سے اخبار الحکم والبدر و رسالہ ریویو آف ریلیجنز و تشحیذ الاذہان کے پرچوں میں سے جب کوئی پرچہ آتا۔ تو آپ مجھ سے سُنا کرتے تھے۔ اس طرح بچپن میں ہی مجھے بہت سی باتیں سلسلہ کے متعلق معلوم ہو گئیں۔ اور اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں کسی سے بُرا کلمہ سننا گوارا نہیں تھا۔

پس احمدی دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وُہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی سلسلہ کے اخبارات اور کتب کے مطالعہ کا شوق دلائیں اور بعض اوقات خود پڑھنے کی بجائے ان سے اپنے سامنے پڑھوایا کریں۔

ایک مفید طریق ان کی تربیت کا یہ بھی ہے۔ کہ جن ذی استطاعت احباب کے بچے سکول میں تعلیم پاتے ہوں۔ ان کے سکول کے پتہ پر اخبار الفضل جاری کرائیں۔ اس طرح ایک تو وُہ خود شوق سے مطالعہ کیا کریں گے۔ دوسرے اس سے یہ بھی فائدہ ہو گا۔ کہ جب مدرسہ کے وقت میں انہیں اخبار ملا کریگا۔ تو ان کے ہم جماعت بچے بھی ان سے لے کر پڑھنے کا شوق ظاہر کریں گے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ بعض اوقات ان کے اساتذہ بھی مطالعہ کر لیا کریں۔ اس سے ایک تو بچوں کا سلسلہ سے تعلق مضبوط ہوتا جائے گا۔ دوسرے ان کے ذریعہ دیگر مذاہب کے بچوں اور ان کے استادوں کو بھی تبلیغ ہو جایا کرے گی۔

خاکسار جلال الدین شمس احمدی۔ از حیفا۔

جناب سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کی دختر کی شادی

حیدر آباد دکن ۱۲۔ فروری ۱۹۲۹ء۔ سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔

میں نہائت مسرت کے ساتھ یہ خوشخبری احباب تک پہونچاتا ہوں۔ کہ ہمارے مکرم دوست سیٹھ حاجی عبد اللہ الہ دین صاحب کی دختر نیک اختر فاطمہ بیگم صاحبہ کا نکاح سیٹھ فاضل الدین صاحب احمدی کے ساتھ تین ہزار مہر پر پڑھا گیا۔ چونکہ احمدیوں کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ ان کا ہر کام اسلام کی عظمت و شوکت کے اظہار کا ذریعہ ہو۔ اس لئے یہ شادی بھی تعلیم اسلام کی عظمت کو ظاہر کرنے کا باعث ہوئی۔ اگرچہ نکاح و رخصتانہ شاندار طریق پر سرانجام پائے۔ لیکن ان میں اسلامی سادگی نمایاں تھی۔

خطبہ نکاح جو مولوی عبد الرحیم صاحب نیّر نے پڑھا۔ نہائت مؤثر اور پُر از معلومات تھا۔ جس میں آپ نے اسلامی تعلیم کی رو سے شادی کا مقصد و مدعا بیان کیا۔ اس کا مغز سامعین پر اس قدر گہرا اثر ہوا۔ کہ بعض نے کہا۔ کہ ہم بھی اپنے ہاں اسی طریق کو رائج کریں گے۔

ریفرشمنٹ کے بعد مولوی صاحب نے مسلم۔ عیسائی۔ پارسی اور ہندو مستورات کے ایک کثیر مجمع کے سامنے جس کے لئے خاص انتظام کیا گیا تھا۔ تقریر کی۔ اور عورت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے متاہل زندگی کی ذمہ داریاں بیان کیں۔ جس میں دولھا اور دلھن کو نہائت قیمتی ہدایات دیں۔ یہ تقریر بھی بہت پسند کی گئی۔

اختتام پر مولوی سید حسن صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ جو خاص اسی موقعہ کے لئے لکھی گئی تھی۔ اور جو بہت پسند کی گئی۔ آخر میں دعا کی گئی۔ اور مجمع برخواست ہو گیا۔

میں تمام جماعت سے دلی خواہش کے ساتھ درخواست کرتا ہوں۔ کہ دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ اس جوڑے کو ہر لحاظ سے جملہ متعلقین کے لئے بابرکت کرے۔

"الفضل"۔ ہم اس تقریب پر جناب سیٹھ صاحب اور ان کے سارے خاندان کو مبارک باد کہتے ہیں۔

"الفضل" دیر سے کیوں پہنچا ہے

۸۔ فروری کا الفضل نمبر ۶۳- ۷۔ فروری کو وقت مقررہ سے کچھ پہلے ڈاک خانہ میں پہونچا دیا گیا تھا۔ مگر ڈاک خانہ نے آدھا اس میں سے اسی روز کی ڈاک سے نہیں بھجوایا۔

اسی طرح ۱۲۔ فروری کا الفضل ۱۱۔ فروری ½۸ بجے وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ پیشتر ڈاک خانہ قادیان میں دے دیا گیا تھا مگر اس کا بھی قریباً نصف حصہ روکا گیا ہے۔ اور اسی روز کی ڈاک سے نہیں بھجوایا گیا۔

خریداران الفضل کو اطلاع ہو۔ جن جن صاحبوں کو پرچہ دیر سے ملے۔ وہ براہ راست پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاک خانجات لاہور کو شکایت لکھیں۔ ایسے لفافوں پر شکایت ڈاک اور لکھنے والے کا پتہ لکھ دیا جاتا ہے۔ اور ٹکٹ نہیں لگانا پڑتا۔

اس سے پہلے پرچہ تعداد میں زیادہ تھا۔ اور ڈاک خانہ میں سب پوسٹ ماسٹر کے علاوہ دو کلرک ہوتے تھے۔ نہ کہ تین جیسا کہ آج کل ہیں۔ تو بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ الفضل اسی روز روانہ نہ کر دیا گیا ہو۔ یہ حالات موجودہ سب پوسٹ ماسٹر اور ان کے عملہ کے طرز عمل کی وجہ سے پیش آ رہے ہیں۔ مہتمم طبع و اشاعت قادیان

مُصلّیوں کی ضرورت

بھیرہ۔ خوشاب۔ گجرات۔ ملتان۔ جھنگ۔ سرگودھا وغیرہ وغیرہ اضلاع کی جماعتوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ اگر ان کے ہاں مصلی ہوں۔ تو انہیں یہاں بھیجدیں یہاں علاوہ خاکروبی کے ہر قسم کی مزدوری مل سکتی ہے احباب اس کو مذہبی کام سمجھکر کوشش سے کریں۔ کیونکہ اس علاقہ میں بہت سے خاکروب مسلمان ہونے کیلئے تیار ہیں۔ چونکہ اس علاقہ میں ان کی مسلمان برادری نہیں پائی جاتی۔ اس لئے انہیں اسلام قبول کرنے میں تامل ہے۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے ہمارا ارادہ ہے ...

35

رمضان المبارک کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ یدُ اللّٰہ علی الجماعۃ۔ کہ جماعت کی دعا خاص قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہے۔ اس لئے احباب انفرادی رنگ کے علاوہ مل کر بھی یہ دعا پڑھیں۔ تا جلد قبول ہو۔

سورۃ فاتحہ اور درود شریف کے بعد:۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما اللھم انا نسئلک الھدی والتقی والعفاف والغنی اللھم انا نعوذ بک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء۔

اے خالق کل۔ ازلی ابدی خدا! ہم تیرے ناچیز اور عاجز بندے ہیں۔ تو قادر مطلق ہے۔ ہم محض ہیچ۔ تو اپنی قدرت سے ہمیں کامل طاقتیں عطا فرما۔ تاہم تیرے لئے زندہ رہیں۔ اور ہمیشہ تیرے دین کی خدمت ہمارا کام ہو۔ اے ستار و غفار خدا! تو ہماری بدیوں اور عیوب کی پردہ پوشی فرما۔ ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہماری خطاؤں سے درگذر فرما۔ تیرے سوا اور کوئی بخشنے والا نہیں۔

اے ارحم الراحمین خدا! ہم تیرے کمزور ترین بندے ہیں۔ تو ہمیں اپنی رحم کی چادر میں چھپالے۔ ہم پر کرم فرما۔ اور ہماری بداعمالیوں کے بدلہ میں اگر کوئی شر مقدر ہے۔ تو اس کو اپنے رحم کے ماتحت خیر سے بدل دے۔ ہمیں بدیوں سے بچا۔ اور نیکیوں کی توفیق عطا فرما ❊

اے غافر الذنب خدا! ہم تیرے گنہگار بندے ہیں۔ تو ہمیں اپنی مغفرت سے ڈھانپ لے۔

یا الٰہی! تو ہم سب کو دین اسلام پر پورا پورا عمل کرنے کی توفیق بخش۔ اور ہمیں اس مذہب کی تبلیغ و اشاعت کی کامل توفیق عطا فرما

اے محیی خدا! اے خدا جو مردوں کو زندہ کرنے والا اور تاریکیوں کو نور سے بدلنے والا ہے۔ تو ہمیں کامل پاکیزہ اور روحانی زندگی عطا فرما اور منور کر دے ❊

اے مسبب الاسباب خدا! ہم تیرے بے دست و پا بندے ہیں تو محض اپنے فضل سے ہمیں سامان عطا فرما۔ تاہم ساری دنیا میں تیرا نام روشن کریں۔ اور دین اسلام کا بول بالا ہو۔

اے رازق خدا! تو ہمیں ہر قسم کا روحانی وجسمانی رزق عطا فرما تو ہمارے غربا کی غربت کو دور فرما۔ اور ان کی تنگ حالی کو فراخی سے بدل دے۔ ایسا ہی جو روحانی طور پر غریب ہیں۔ ان کو روحانی دولت سے مالا مال کر دے۔ اے شافی خدا۔ تو ہماری تمام امراض کو دور فرما۔ اور ہمارے کل بیماروں کو شفا عطا فرما ❊ خاکسار۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ۔ قادیان

حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر کامل اجماع

تاریخ اسلام سے معمولی واقفیت رکھنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ جب سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکرؓ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ تو تمام ملک عرب میں ارتداد کی رو پھیل گئی۔ اور سوائے چند اقوام کے باقی تمام قبائل نے ربقۂ اطاعت اتار کر پھینک دیا۔ اور اس قدر مخدوش ہو چکے تھے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہوتا۔ تو بہت ممکن تھا۔ کہ اسلامی حکومت نہ صرف جزیرہ عرب بلکہ تمام دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاتی۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے دین کی حفاظت کی اور حضرت ابوبکرؓ کو توفیق بخشی۔ کہ وہ اپنی حکمت عملی سے دوبارہ ملک کی حالت درست کر سکے۔ اس ارتداد کے بواعث و وجوہات ہر قبیلہ کے لئے جدا جدا تھے۔ بعض سیاسی اغراض کی بنا پر اور بعض کسی غلطی میں مبتلا ہو کر اس جرم کے مرتکب ہوئے۔ مجھے اس وقت تمام قبائل کے ارتداد کی وجوہات پر تبصرہ نہیں کرنا۔ بلکہ صرف بحرین (جو ہند کے ساحل پر بصرہ اور عمان کے درمیان کے علاقہ کا نام ہے) کے قبیلہ عبدالقیس کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

اس قبیلہ کے ایمان اور ارتداد کا مختصر قصہ یوں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوئے نبوت کی خبر سن کر جس طرح دوسرے قبائل عرب اور تمام دنیا کی سعید اور پاک روحیں آپ کے روحانی جذبے سے مدینہ طیبہ کی طرف کھچی چلی آتی تھیں۔ اور ایمان کے شیریں چشمہ اور کلام الٰہی کے پاک آب حیات سے خود اپنے اعزا و اقربا کو بہرہ اندوز کرتی تھیں اسی طرح اس قبیلہ کا ایک فرد جس کا نام جارود بن معلی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف باسلام ہوا۔ کچھ عرصہ تک حضور کی پاک صحبت میں رہ کر علم دین حاصل کر کے واپس قوم میں گیا۔ اور انہیں بھی پیغام حق سنایا۔ اسلام کی پاک تعلیم اور قرآن مجید کے معجز نما کلام سے متاثر ہو کر ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ اس واقعہ سے چند دن کے بعد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کی خبر مشہور ہوئی۔ یہ بیچارے سیدھے سادے نو مسلم بعض شریروں کے بہکانے میں آگئے اور کہنے لگے۔ لو کان محمد نبیًا لما مات۔ اگر محمد صلعم نبی ہوتا۔ تو فوت نہ ہوتا۔ حضرت جارود بن معلی جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انفاس قدسیہ اور آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اس امر کی حقیقت سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے ساری قوم کو جمع کیا۔ اور مندرجہ ذیل مکالمہ آپس میں ہوا:۔

یامعشر عبد القیس انی سائلکم عن امر فاخبرونی بہ ان علمتموہ ولا تجیبونی ان لم تعلموہ۔ اے قبیلہ عبدالقیس! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ اگر تمہیں علم ہو۔ تو بتانا ورنہ چپ رہنا ❊

قالوا سل عما بدا لک — عبدالقیس۔ ہاں پوچھئے جو چاہیں۔ قال اتعلمون انہ کان للّٰہ انبیاء فیما مضیٰ۔ حضرت جارود۔ کیا تمہیں معلوم ہے۔ کہ پہلے بھی خدا کے نبی آئے ہیں قالوا نعم۔ عبدالقیس۔ ہاں۔ قال تعلمونہ او ترونہ حضرت جارود۔ تمہیں اس بات کا علم ہے یا آنکھوں سے دیکھا ہے۔ قالوا لا بل نعلمہ۔ عبدالقیس۔ دیکھا تو نہیں صرف علم ہے۔ قال فما فعلوا۔ حضرت جارود۔ تو پھر وہ کیا ہوئے۔ قالوا ماتوا۔ عبدالقیس۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ قال فان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم مات کما ماتوا وانا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ۔ حضرت جارود۔ تو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح فوت ہو گئے۔ جس طرح وہ فوت ہو گئے۔ اور میں تو گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ قالوا ونحن نشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ وانک سیدنا وافضلنا وثبتوا علی اسلامھم (تاریخ طبری جلد ۴ ذکر خبر اہل البحرین وردۃ الحطم وتاریخ کامل جلد ۳ ذکر) عبدالقیس ہم بھی گواہی دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور آپ ہمارے سردار اور ہم سے افضل ہیں۔ اس طرح وہ اسلام پر ثابت رہے ❊

مندرجہ بالا مکالمہ جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جلیل القدر عالم صحابی اور ان کی قوم کے درمیان ہوا۔ ہمارے لئے یہ بات روشن کر رہا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی وفات مسلم تھی۔ ادہر اہل الحضر کے سامنے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا خطبہ پڑھنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح وفات پا گئے۔ جس طرح دوسرے نبی ادہر اہل البدو میں حضرت جارود کا یہ ارتداد شکن خطبہ جس کا مضمون حضرت ابوبکر رضہ کے خطبہ سے بالکل متفق اور موافق ہے۔ اس حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے کہ صحابہ کرام میں سے دونوں قسم کے لوگوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ وفات پا چکے تھے۔ اور اس امر پر دونوں گروہوں کا اجماع ہے عجیب بات یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہی کامل اجماع ہے۔ جو آج تک امت میں ہوا۔ پس اگر امت میں کوئی اجماع ہوا۔ تو صرف اس امر پر کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے۔ نہ کہ ان کی زندگی پر۔ اگر صحابہ کرام میں سے کسی کے نزدیک بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مسلم ہوتی۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ان دونوں خطبوں کے موقعوں پر جہاں کہ ہزارہا لوگ موجود تھے۔ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والے خاموش رہتے۔

خاکسار علی محمد اجمیری۔

قادیان میں سکنی اراضی

احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ محلہ دارالبرکات میں جو ریلوے سٹیشن کے عین سامنے اور اس کے بالکل قریب ہے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ ریلوے روڈ پر بھی جو محلہ دارالبرکات اور محلہ دارالفضل کے درمیان واقع ہے اور اندر کی طرف بھی۔ قیمت موقعہ اور حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ مقرر کردی گئی ہے۔ جو بذریعہ خط وکتابت معلوم کیجا سکتی ہے۔ خواہشمند احباب مجھ سے یا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل سے خط وکتابت فرمائیں۔

مرزا بشیر احمد قادیان

غور سے پڑھیئے

آپ کے فائدہ کی بات ہے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرہ سے کام سے دم چڑھ جانا۔ کمی خون۔ کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت۔ ان کے لئے عرق نور اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کیلئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفی خون اعلیٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ یہ مریض کیلئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کیلئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جاوے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہو کر چہرہ چمکتا ہے بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ بھیجا جاتا ہے۔

قیمت ایک بوتل وزنی ۱۱ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے عرق نور مجرب المجرب ہے اس کے استعمال سے ماہواری خرابی اور قلت خون درد وغیرہ دور ہو کر بچہ دانی قابل تولید ہو کر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کرا کر مایوس یا بدظن ہوگئے ہیں۔ تو آپ ایسا کریں۔ کہ ایک اقرارنامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کرکے کہ ہم موجد عرق نور کو مبلغ اسقدر روپیہ بعد حصول اولاد ادا کردیں گے۔ کسی قسم کا عذر نہ ہوگا بھیجدیں تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کردیں گے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا ہوگا۔ نقد قیمت ۴۸ خوراک دوائی معہ شافہ قیمت (للعہ)

درد شقیقہ۔ ایک منٹ میں آرام۔ قیمت (لعہ) شیشی ایک اونس

درد گردہ۔ پندرہ منٹ میں آرام قیمت ایک تولہ دو روپیہ (عار) خوراک ایک ماشہ

درد عصابہ یا سل۔ دو منٹ میں آرام قیمت دو روپیہ (عار) شیشی ۲۔ اونس معہ چھ عدد گولیاں

بواسیر خونی۔ ہر دو قسم قیمت دوائی خوردنی اور لگانے کی (عہ) سے (صہ) تک مطابق مرض

ملنے کا پتہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب

بیاض نور الدین حصہ اول

طبع ہو گئی ہے۔ درخواستیں آنی چاہئیں

عبد السلام عمر خلف حضرت مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح اول قادیان

پشاور اور بخارا کے مشہور
خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی و پشاوری لنگیاں وہر ایک رنگ و ڈیزائن کے بخاری قناویز۔ ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال۔ ہر ایک قسم کے زیبا و مسلمہ ستارا کے پشاوری کلاہ۔ مال بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ ناپسندی پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دی جائیگی۔

المشتہران
میاں محمد۔ غلام حمید احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

بہترین مشین سیویاں (نو ایجاد)

نکل پلیٹڈ۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور با افراط کام دینے والی

اس بہترین مشین سیویاں دنیا بھر میں نہ مل سکیگی

مختصر پرزے — تھوڑا وزن
چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے
موٹی و باریک دو چھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ
قیمت سائز کلاں ۲ انچ قطر ۱۲ سائز خورد ۱ انچ قطر ۸
محصول ڈاک علاوہ

ایم عبد الرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ لاہور (پنجاب)

خوشخبری
بواسیر و بواسیر

میں یہ خوشخبری ان اصحاب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کے ہاتھوں سے لا علاج اور صحت سے نا امید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ جو صاحب علاج کرانا چاہیں جلد جوابی کارڈ تحریر کر کے پوری تحقیقات کریں نوٹ:۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

المشتہر
حکیم لقا محمد احمدی موضع بہر سیال ڈاکخانہ ہڑولہ ضلع جالندھر

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقعہ ہے

خدا کی نعمت
نرینہ اولاد

۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کیلئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے کیونکہ ۱۹۰۴ء سے میں آپکے پاس رہنا شروع کیا آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا میاں بچے تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ بیماری ہے یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے۔ میں نے خیال کیا پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی انکو بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی۔

قیمت چھ روپے آٹھ آنے (۶/۸)

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

بیکاروں کی ضرورت

اگر آپ بیکار ہیں۔ اور روزی کمانے کے لئے ملازمت کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ تو لیجئے ہم آپ کو ملازمت سے نجات حاصل کرنیکا ایک نسخہ بتلاتے ہیں۔ آپ ایک روپیہ خرچ کر کے نو سیر پختہ کپڑے دھونے کا صابن جو عمدہ کم خرچ اور عمدہ جھاگ دینے والا ہوگا۔ بنانا گھر بیٹھے سیکھ لیں۔ یہ صابن ایک گھنٹہ میں تیار ہو جاتا ہے۔ آپ دو روپے نفع کما سکتے ہیں۔ ملازمت پیشہ لوگ بھی ایسا مفید صابن صرف ایک گھنٹہ میں تیار کر لیا کریں۔ اور بازار کے گران اور غیر مفید صابن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کریں۔ اشتہار کی اجرت وصول کرنے کے لئے ہم نے فیس نہایت معمولی صرف دو روپے مقرر کر دی ہے۔ نسخہ بذریعہ وی پی روانہ ہوگا۔ یہ رعایت صرف ایک مہینہ کے لئے ہے۔ فائدہ اٹھائیں۔

مہتمم احمدیہ ہوم قادیان

عدالت میاں غلام مرتضیٰ خان صاحب
اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم لائل پور

تجمل حسین و اجمل حسین نابالغان پسران شیخ عبدالحکیم و مسماۃ بشیر بیگم بیوہ شیخ عبدالحکیم والدہ حقیقی خود بمختاری شیخ قدرت مند ساکن چک ۱۱۱ جھنگ برانچ سائلان فریق اول

بنام

شیخ عبدالجبار و محمد محمود بالغان و محمد اسلم و محمد اکرم نابالغان پسران شیخ احمد بخش بولایت شیخ عبدالجبار برادر حقیقی خود ساکن چک ۱۱۱ جھنگ برانچ تحصیل و ضلع لائل پور۔

دعویٰ تقسیم اراضی زرعی دکھنی تعدادی ۱۹ ۲۶ مرلے کھیوٹ کھتونی ۱۱۱ تا ۱۲۳ مندرجہ جمعبندی سال ۱۹۲۵-۲۶ء

اشتہار بنام شیخ عبدالجبار و محمد محمود بالغان و محمد اسلم و محمد اکرم نابالغان پسران شیخ احمد بخش بولایت شیخ عبدالجبار برادر حقیقی خود ساکن چک ۱۱۱ جھنگ برانچ

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق اول نے درخواست تقسیم کی دی ہے۔ اور اس کے بیان سے پایا گیا ہے کہ تم حاضری سے (فریق ثانی) گریز دیدہ دانستہ کر رہے ہو۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر $\frac{3}{2}$ ۹ کو حاضر ہو کر پیروی نہ کرو گے۔ تو کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔

دستخط: غلام مرتضیٰ خان اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم لائل پور

رشتہ مطلوب ہے

قادیان میں ایک لڑکی قوم مغل احمدی ۱۴ سالہ کیلئے رشتہ مطلوب ہے چھٹی جماعت تک تعلیم یافتہ ہے۔ دیندار امور خانہ داری سے واقف۔ اس خاندان کے افراد دو اڑہائی سو تک ماہوار تنخواہ رکھتے ہیں۔ صاحب حیثیت خاندان کا فرزند برسر روزگار دیندار احمدی مبایع درخواست کرے۔

م ع معرفت منیجر الفضل قادیان

گمشدہ مشین ٹائپ رائٹنگ

ایام جلسہ سے ہفتہ عشرہ پیشتر دفتر امور خارجیہ سے ایک ٹائپ رائٹر جس کا نام نمبر وغیرہ درج ذیل ہے اٹھایا گیا ہے اور اس کی پولیس میں بھی باقاعدہ اطلاع کر دی گئی ہے۔ لیکن تاحال کوئی سراغ نہیں چلا۔ شہروں اور بڑے بڑے قصبوں کے احباب بالخصوص تلاش رکھیں۔

مشین کا نام انڈر ووڈ سٹینڈرڈ ٹائپ رائٹر ہے اور اس کا نمبر $\frac{25310}{3-14}$ ہے۔

ناظر امور خارجیہ قادیان

ہندوستان کی خبریں

معلوم ہوا ہے۔ کہ بالشویک حکومت کے ہوائی جہاز کثیر تعداد میں سرحد افغانستان پر پڑے ہیں۔ اور وہاں پیدل فوج بھی بہت ہے۔ بچہ سقہ کی حکومت کے تعلقات روسیوں سے دوستانہ نہیں ہیں۔ اس نے روسی سفارت کو حکم دیا۔ کہ کابل خالی کر دو۔ لیکن روسی سفیر نے صاف جواب دیدیا۔ وہاں روسیوں کا بہت کاروبار ہے۔

معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ امان اللہ خان کے ہوائی جہازوں نے شہر کابل پر اشتہار پھینکے ہیں۔ کہ میرے تمام ہمدرد کابل چھوڑ کر چلے جائیں۔ کیونکہ اس شہر پر میں ہوائی جہازوں کے ذریعہ بم پھینکنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر لوگ کابل چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔

جدید دہلی ۱۱- فروری۔ حکومت ہند کو ممتاز و سرکردہ ہندوستانی باشندگان مقیم کابل کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ افغانستان میں شورش رونما ہونے کے ابتدا سے اس وقت تک برطانی ہندوستانی رعایا کے حقوق کا احترام ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ۱۵- جنوری کی رات کو چوری کی چھوٹی چھوٹی وارداتیں اس وجہ سے ہوئیں۔ کہ غلطی سے ہندوستانیوں کو افغانی سمجھ لیا گیا تھا۔ چوری کا ہرجانہ ادا کر دیا گیا ہے۔

قندھار میں گندم کا شدید قحط محسوس ہو رہا ہے۔

دہلی ۸- فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ وائسرائے نے ماہ اپریل میں انگلستان جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ اب آپ ماہ جون میں جائیں گے۔ تا کہ انتخابات کے بعد نئی گورنمنٹ سے اہم معاملات پر گفتگو کرنے کا موقعہ حاصل ہو سکے۔

لائل پور ۹- فروری۔ پولیس نے جڑانوالہ کے قریب ایک گاؤں میں ایک مکمل دیسی بم۔ بم کے تو خول۔ ایک پستول اور دو کارتوس پائے ہیں۔ اس سلسلہ میں دو گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔

پشاور ۱۲- فروری۔ یہاں زبردست افواہ گرم ہے۔ کہ جرنیل محمد نادر خان۔ شاہ امان اللہ خان کے ایما پر اپنے ہر دو بھائیوں سردار رحیم بخش اور سردار شاہ ولی خان کی معیت میں فی الواقعہ پیرس سے ہندوستان روانہ ہو گئے ہیں۔

یہ بھی یقین کیا جاتا ہے۔ کہ بچہ سقہ نے جرنیل موصوف سے افغانستان واپس آنے کے لئے کہا۔ تا کہ وہ اپنے اثر و اقتدار سے کام لیکر پر امن تصفیہ کرا دیں۔

پشاور ۱۲- فروری۔ کابل کے موجودہ وزیر خارجہ عطاء الحق کی عمر ۴۰ سال ہے۔ وہ امیر حبیب اللہ خان کی معیت میں ۱۹۰۶ء میں ہندوستان آیا تھا۔ اور حال ہی میں وہ دو سال تک افغان طلبہ مقیم ماسکو کا انچارج تھا۔ اس کا بھائی شیر خان بچہ سقہ کے دربار کا وزیر ہے۔

بظاہر قندھار کے حالات پر سکون ہیں۔ اور لوگ رمضان شریف کے دوران میں نقل و حرکت کرنے کی طرف مائل نظر نہیں آتے۔

پیر صاحب شور بازار ہر روز بازاروں اور مسجدوں میں بچہ سقہ کی حمایت میں تقریریں کرتے ہیں۔ اور امیر حبیب اللہ کے خطبات ہر جمعہ میں پڑھے جاتے ہیں۔

الہ آباد ۱۱- فروری۔ مسٹر گن سرو سینجنگ ڈائرکٹر ڈیلی کرانیکل دہلی نے مالکان پاونیر و سول اینڈ ملٹری گزٹ کے خلاف جو ایک لاکھ روپیہ ہرجانہ کا دعویٰ ان کو پاؤنیر کے ایڈیٹوریل سے برخواست کرنے پر دائر کیا تھا۔ وہ آج سب جج الہ آباد کی عدالت سے خارج کر دیا گیا۔ مدعی کو مدعا علیہ کے اخراجات مقدمہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔

لاہور ۱۰- فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ نے ہائی کورٹ میں درخواست دی ہے۔ کہ کنسو قلمے مقدمہ میں لال چند کے قتل کے سلسلہ میں جس گوربخش سنگھ کو عمر بھر قید کی سزا ملی ہے۔ اس کو سزائے موت دی جائے۔

جب حبیب اللہ خان نے کابل پر قبضہ کر کے سردار عنائت اللہ خاں کو تخت سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ تو اس کے ساتھ صرف ۲۵- جوان تھے۔

پشاور ۱۴- فروری۔ جلال آباد تباہ ہو گیا ہے۔ علی احمد جان بھاگ گیا ہے۔ اس کا بھتیجا قتل ہو چکا ہے۔ شنواری مہمندوں پر غالب آ گئے ہیں۔ افغانستان کی حالت اس درجہ بھیانک ہو رہی ہے۔ کہ اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ اب صورت حالات یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو بچہ سقہ اور امان اللہ خاں اپنی اپنی قسمت سلجھانے میں مصروف ہیں۔ اور دوسری طرف جنگجو قبائل تخت کابل سے بے نیاز ہو کر جلال آباد کو اپنے جلال کا پایہ تخت بنانے کی فکر میں ہیں۔

نئی دہلی ۱۴- فروری۔ ہرات کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ افغانستان کے شمالی صوبے امان اللہ خان کی اعانت کا تہیہ کر چکے ہیں۔ حکومت قندھار کو صرف یہ مشکل درپیش ہے۔ کہ قندھار کے صوبہ سے حمائت حاصل کرنے کا سوال ذرا ٹیڑھا ہے۔ تاہم اہم ترین فوجی قبائل حمائت کے لئے تیار ہیں۔

لاہور ۱۴- فروری۔ آج ۴ بجے صبح مال روڈ پر خوفناک آتشزدگی کی واردات ہوئی۔ سرشادی لال بلڈنگس کے اگلے حصے سے شعلے بلند ہوتے ہوئے نظر آئے۔ بلدیہ کا آگ بجھانے والا انجن موقعہ پر پہونچ گیا۔ اور آگ بجھانے کا کام شروع کر دیا۔ مگر اس وقت تک عمارت کا کافی حصہ جل چکا تھا۔ کلکتہ انجنیرنگ کمپنی سٹینڈرڈ بک سٹال اور بیمبرز انڈیا لمیٹڈ کمپنیوں کی دوکانوں کا بے حد نقصان ہوا۔ ان کا تمام مال جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ کلکتہ انجنیرنگ کمپنی کی دوکان میں ایک لاکھ کی مالیت کی منڈیاں اور انشٹام جل گئے۔ ایک لاکھ روپیہ کے گیس اور آئل انجن اور مشینری کا نقصان ہوا۔ عمارت بہت بری طرح تباہ ہوئی ہے۔ نقصان کا اندازہ ۵ لاکھ روپیہ کے قریب لگایا جاتا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

رگبی ۸- فروری۔ بشپ آرلینڈ ڈویژن کے ضمنی انتخاب دارالعوام میں حامی مزدور مسز والٹن ۱۴ ہزار ۷ سو ۹۷ آرا سے منتخب ہو گئی۔ اس کے منتخب ہونے سے اب دارالعوام میں ۹ عورتیں رکن ہیں۔ اور ایک میاں بیوی دونوں میاں بیوی دارالعوام میں رکن ہیں۔

برلن ۱۱- فروری۔ بحیرہ بالٹک اور شمالی سمندر میں شدت سرما سے جہاز رانی بالکل بند ہو گئی ہے۔ ۲۰ جہازات برف میں محصور ہو گئے ہیں۔ ان کو ہوائی جہاز سامان خور و نوش پہنچا رہے ہیں۔

لنڈن ۸- فروری۔ مسٹر ڈی ڈیلرا کو ایک ماہ کے لئے قید کر دیا گیا ہے۔

قسطنطنیہ ۸- فروری۔ مشرقی تھریس میں برف باری کی شدت کے باعث ریل گاڑیاں سات دن لیٹ ہو گئی ہیں اور اب تک نہیں پہونچیں۔ مسافروں کو ریل کے خرچ پر کھانا ملتا ہے اس قدر سردی پڑی ہے۔ کہ ۱۵۰ برس سے ایسی سردی نہیں ہوئی۔

رگبی ۱۱- فروری۔ یورپ میں جو سردی پڑ رہی ہے۔ وہ انگلستان میں بھی پھیل گئی ہے۔ آج لنڈن میں درجہ حرارت نہائت کم ہو گیا۔ زبردست مشرقی ہواؤں نے عام تکلیف میں اضافہ کر دیا۔ انفلوانزا کی وبا ہزاروں۔ لاکھوں نفوس میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور خدشہ ہے۔ کہ ابھی وہ اور نازک صورت اختیار کریگی۔

جوہنس برگ ۹ فروری۔ ٹرانسوال میں ایک قدیمی آدمی اور قدآور بھینس کے پنجر اور ہڈیاں دستیاب ہوئی ہیں۔ ماہرین آثار قدیمہ ان کو بہت اہمیت دے رہے ہیں اس سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جنوبی افریقہ میں بہت پہلے انسانی نسل اور بھینس کی ایک خاص نسل آباد تھی

سڈنی- ۱۱ فروری- گذشتہ دوشنبہ سے بعض شمالی ساحل کے مقامات پر دس دس انچ بارش ہوئی۔ شدت باراں کی وجہ سے بہت سے دریاؤں کا پانی کناروں سے بہنے لگا۔ اس قدر طوفان آیا۔ کہ کبھی چالیس سال میں نہ آیا ہوگا۔

بحیرہ خضر میں ابھی تک طوفان باد و باراں جاری ہے اور متعدد جہاز بحیرہ بالٹک میں برف سے گھرے ہوئے ہیں جرمن بحری برف شکن جہاز برف توڑنے میں مصروف ہیں۔

میکسیکو شہر ۱۰- فروری- آج ایک ٹرین جو کہ صدر پورٹیس جیل کو ہمراہ لے جا رہی تھی۔ کہ ٹرین کے نیچے بم پھٹا۔ انجن اور دو ڈبے الٹ گئے۔ اور ایک فائرمین ہلاک ہوا۔ لیکن صدر بالکل محفوظ رہا۔

قسطنطنیہ ۱۰- فروری۔ کمال پاشا کی گورنمنٹ کو الٹنے اور چند سرکاری افسروں کو قتل کرنے کی سازش کچھ عرصہ سے ہو رہی تھی۔ گورنمنٹ نے سازشیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کے خلاف مقدمات چلائے۔ آج عدالت نے پانچ آدمیوں کو پھانسی اور سولہ کو مختلف میعاد کی سزائے قید دی ہے۔

لنڈن ۱۲ فروری۔ کل جس سخت مشرقی ہوا نے برطانیہ کو الم کدہ بنا دیا تھا۔ وہ آج یورپ سے برف اور کہر لائی۔ اندرون ملک میں بعض اضلاع کی سڑکیں برف کے تودوں کے حائل ہونے سے ناقابل گذر ہو گئی ہیں۔

(عبدالرحمن پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)